75/-

سید حامد حسین بخاری

فضائل الرسول

تصنیف

مداحِ پیغمبر یگانہ علامہ **قمر یزدانی پیوانہ**

ناشر

انجمن حزب الرحمٰن بصیرپور

زیرِ ظلِ عاطفت محدثِ پاکستان فقیہِ اعظم حضرت مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی
دامت برکاتہم بانی و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال

ابتدا کردم بنامِ پاک آں بے ابتداء

ماہنامہ افضل الرسل

بنامِ تاریخی
"تذکرۂ محبوبی"
۱۳۹۳ھ

ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ | سلسلۂ تبلیغ ۱۲۹ | اپریل ۱۹۷۵ء

نگرانِ اعلیٰ
ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری

معاون نگران
ابوالحامد محمد احمد فریدی

تصنیف

مداحِ پیغمبرِ یگانہ علامہ قمر یزدانی، پنوانہ

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کے سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے اس کے دیکھتے ہی اپنا سالانہ چندہ مبلغ سات روپے ارسال فرمادیں ورنہ آئندہ رسالہ آپ کی طرف وی۔پی کیا جائیگا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا

ناشر:۔ انجمن حزب الرحمٰن بصیر پور ضلع ساہیوال، فون ۱۴

نوٹ:۔ صاحبزادہ محمد محب اللہ کا مضمون بعنوان "غوث اعظم" صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قمر یزدانی، بنوانہ

ہے شاہد اس پہ قرآنِ محمد — خدا بھی ہے ثنا خوانِ محمد

حریمِ عرش ایوانِ محمد — ہے روح القدس دربانِ محمد

حبیبِ خالق و مخلوق ہیں وہ — یہی ہے عظمت و شانِ محمد

ہے وَاللَّیْلِ إِذَا یَغْشٰی کی تفسیر — وہ زلفِ عنبر افشانِ محمد

جمالِ والضحٰی کے آئنے ہیں — ہے عکسِ روئے تابانِ محمد

مہک اٹھی فضائے ہر دو عالم — بہاروں پر ہے بستانِ محمد

ہے باغِ خُلد کی رنگینیوں میں — عیاں رنگِ گلستانِ محمد

دو عالم ان کے ممنونِ کرم ہیں — ہر اِک شے پر ہے احسانِ محمد

ہے جلوہ گاہِ انوارِ الٰہی — مدینہ شہرِ ذیشانِ محمد

شناسائے رموزِ لا الٰہ ہیں — جنہیں حاصل ہے عرفانِ محمد

وہ شاہی کو بھی خاطر میں نہ لائیں — زہے شانِ غلامانِ محمد

ہیں بیگانہ متاعِ دنیوی سے — گدایان و محبانِ محمد

درِ میخانۂ توحید پر ہے — ہجومِ بادہ نوشانِ محمد

زہے قسمت کہ ہے عاصی قمرؔ بھی
یکے از نعت گویانِ محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

انتساب

فقیر بصد ادب و اخلاص یہ "تذکرۂ محبوبی" الموسوم بہ "افضل الرسل"، ۱۳۹۳ھ

استاذ العلماء، فاضلِ دوراں، علامۂ زماں، فقیہِ نکتہ داں، اعلیٰحضرت عظیم المرتبت

الحاج مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ بانی و

مہتمم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل

کرتا ہے جن کے الطافِ کریمانہ نے مجھ ایسے عصیاں شعار کو مقامِ رسول صلی

اللہ علیہ وسلم سے روشناس فرما کر جناب عظمت مآب کی بارگاہِ بیکس پناہ میں

نذرِ محبت پیش کرنے کے قابل بنایا ؎

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ننگِ اخیار خادمِ علمائے ربانی

قمر یزدانی

پنوانہ

ضلع سیالکوٹ

یکم ربیع الاول ۱۳۹۳ھ
بروز جمعرات
۵ اپریل ۱۹۷۳ء

حرفِ اوّلین

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ الکریم امابعد فقال اللہ تبارک وتعالٰی فی القراٰن العظیم اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجٰت ؕ (پ ۳ آیۃ ۱)

یعنی خالقِ مطلق نے فرمایا ہے کہ یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام کیا اور کسی کو سب پر رفیع الدرجات کیا" اس آیۂ مبارکہ میں رفع بعضھم درجٰت میں حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی کیطرف اشارہ ہے مجھے اس آیۂ مقدسہ کی شرح سے پیشتر کچھ اپنی بے بضاعتی، کم علمی اور کوتاہ فہمی بلا مبالغہ اعتراف کرنا ہے کیونکہ ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

جس طرح ذرہ آفتابِ عالمتاب کی درخشانیوں اور تابانیوں کا احاطہ اور اس کی جلوہ طرازیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور کانٹا گل تر سے قریبی نسبت رکھنے ہوئے بھی جیسے اسکی رنگینیوں کو اپنا کر گلِ رعنا نہیں بن سکتا اسی طرح یہ فقیر بھی اپنے آقا و ولی نعمت شہنشاہِ اقلیم نبوت تاجدارِ کشورِ رسالت، فخرِ موجودات علیہ التحیات والتسلیمات کی کما حقہٗ توصیف کا دعوٰی نہیں کرتا بلکہ کوئی بھی اس کی تاب و تواں نہیں رکھتا ؎

لا یمکن الثناءُ کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کیونکہ یہ وہ مقدس بارگاہِ خلق پناہ ہے جہاں "عقل قربان کن بہ پیشِ مصطفٰےؐ" کے مصداق بڑے بڑوں نے اپنے آپ کو گم کر دیا اور شہنشاہانِ عالم بھی جہاں سرِ نیاز جھکانے پر مجبور ہو گئے جابر و قاہر حکمران بھی جہاں دم مارنے کی جرأت نہیں رکھتا اور انہوں نے اپنے احیاء و بقا کا راز اسی

درِ اقدس کی غلامی ہی میں سمجھا تو مجھ ہیچمدان فقیر کج مج بیان سے بھلا اس منبعِ فیض و کمال محبوب رب ذوالجلال حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا کیسے ممکن ہے جس کی تعریف و توصیف میں خود خالقِ کائنات نے اپنا خاص کلام قرآنِ حکیم نازل فرمایا ہو۔

- جبرئیلِ امین جیسے مقربِ بارگاہ اور جلیل القدر قدسی جس کے غلام ہوں،
- گردشِ دوراں جس کی رضا سے رک سکتی ہو،
- المختصر کہ جو باعثِ تخلیقِ کائنات ہو،

کیونکہ وہ سرتاجِ انبیاء ہیں اور میں گدائے بے نوا ہوں، وہ مقبولِ خالق اور محبوبِ خلائق، میں ناکارۂ خلائق اور وہ محبوبِ رب العالمین، شہنشاہ دنیا و دیں ہیں تو میں فقیر راہ نشیں ہوں، اس لئے مجھے اپنے اعترافِ عجز کے ساتھ ہی کہنا پڑتا ہے کہ ؎

ذرہ ذرہ دہر کا صرفِ ثنا ہے یا رسول	ہر زباں پر نغمۂ صلِ علیٰ ہے یا رسول
مصحفِ حق آپ کی عظمت کا شاہد ہے حضور	خود خدا بھی آپ کا مدحت سرا ہے یا رسول
آپ کے اوجِ مراتب کو کہاں پائے قمرؔ	اسکی عقل و فکر سے یہ ماورا ہے یا رسول

خالقِ کائنات نے اس جہانِ آب و گل میں بعض کو بعض پر رفعتِ مقام اور بلندیٔ مراتب کے لحاظ سے فضیلت اور برتری بخشی ہے۔ انسان ضعیف البنیان کو بھی لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ کے تاجِ عظمت سے مشرف کر کے اشرف المخلوقات کے خطابِ دلنواز سے سرفراز فرمایا ہے اور ان میں رفیع المقام شفیع الانام جناب محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والسلام کی ذاتِ پاک کو جامع الصفات اور مخزنِ جملہ فضائل و کمالات بنا کر اس مقامِ عظمت اور منزلِ محمود پر فائز المرام کیا جہاں اولو العزم اور جلیل القدر انبیاء و رسل بھی اپنے کو بے بس پاتے ہیں اور کائناتِ انسانی سے بڑھکر افضل و مقدس ترین مخلوق ملائکہ کو بھی مجال دم زدن نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

وَلِكُلِّ نَبِيٍّ فِي الْاَنَامِ فَضِيْلَةٌ
وَجُمْلَتُهَا مَجْمُوْعَةٌ لِمُحَمَّدٍ

آپ کی ذاتِ پاک مجموعۂ کمالات و معجزات ہے کیونکہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرتِ عیسٰی علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جس قدر بھی انبیائے کرام اور رسل عظام دنیا میں مبعوث ہوئے اور ربّ العالمین کی بارگاہِ صمدیت سے ان کو جن افضال و عنایات سے بھی نوازا گیا ہے اور جو بھی معجزات و نوادرات ان سے ظہور پذیر ہوئے وہ سب کچھ ہمارے حضور لامع النور شافعِ یوم النشور سرورِ شش جہات، روحِ روانِ کائنات، منبعِ فیوض و برکات، مخزنِ اعجاز و کمالات، جامع المعجزات، بیکرِ حسن و مرکزِ تجلیات، فخرِ موجودات، احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفٰے علیہ اکمل التحیات و افضل التسلیمات کی ذات والاصفات ہی کا فیضانِ نور تھا اور اسی خیال کے پیشِ نظر کسی شاعر نے اس شہنشاہِ عالی مرتبت کی بارگاہِ رفیع الدرجت میں کیسے سہلنے انداز سے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، کیا خوب کہا ہے اللہ عزوجل ابدالآباد تک اس شہیدِ عشقِ مصطفٰے کی لحد پر انوارِ رحمت کی بارش برسائے، فرماتے ہیں ؎

حسنِ یوسف، دمِ عیسٰی، یدِ بیضا داری ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مُطلعِ گُل علیہ السلام

جب نمرود مردود نے بت شکنی کے جرم کی پاداش میں کافی کوشش کے بعد ایندھن اکٹھا کر کے وسیع میدان میں آگ جلا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا۔ یہ آگ اپنی تپش کے لحاظ سے نارِ جہنم کا منظر پیش کر رہی تھی۔ یہ کام تو بظاہر خدا کا تھا مگر رضا خدا کی تھی اور خلیل اللہ کی خلت و نبوت اور استقامت علی الحق کا امتحان تھا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ التسلیم آگ میں گئے تو کائنات کا ذرہ ذرہ لرز اٹھا، ملائکہ اور حورانِ بہشتی کے دل اس خونی دردناک منظر کو دیکھ کر دہل گئے اور ملائکہ بحکمِ ایزدی نصرت و امداد کے لئے حاضر ہوتے ہیں تو حضرت خلیل رضائے ربِ جلیل کو اپنی رضا خیال کر کے حصولِ امداد سے انکار فرما دیتے ہیں۔ راضی بہ رضائے خدا ہو جانے کا یہ دلکش منظر کائنات کے ذرے ذرے نے دیکھا، ساکنانِ ارض و سماء نے دیکھا اور خالقِ کائنات نے خود بھی اس منظرِ بے نیازی کو ملاحظہ کیا تو آگ کو حکم دیا "یٰنَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ" کہ " اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا" یہ حکمِ الٰہی پہنچنے کی دیر تھی کہ آگ مثلِ گلزار بن گئی۔

اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے آتشِ نمرود سرد ہوگئی تو ادھر ہمارے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحیمی بھی ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کا دستِ انور بھی کسی چیز سے لگ جاتے وہ چیز بھی بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کافی ہے یعنی آپ کے وجودِ باجُود سے مس کردہ چیز کو بھی آگ ضرر نہیں پہنچا سکتی بلکہ اس شے کے آگ میں پہنچتے ہی آگ کا اثر زائل ہو جاتا ہے جیسے کہ حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دستر خوان کو تنور کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالنے سے بھی آگ تو کجا دھواں تک نہ لگ سکا۔ واقعہ یہ ہے کہ عباد بن عبد الصمد روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند آدمی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان بن کر گئے۔ کھانے کا وقت آیا تو آپ نے کنیز کو کھانا لانے کے لئے کہا۔ کنیز کھانا لینے گئی تو دیکھا کہ رومال میلا ہو چکا ہے اور آکر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے دستر خوان کے گندا ہونے کا ذکر کیا تو آپ نے حکم دیا "اندر افگن در تنورش یکدم" یعنی اسے تنور کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ایک دم ڈال دو صاف ہو جائیگا۔ آقا کا حکم تھا کنیز نے بلا حیل و حجت رومال فوراً تنور میں ڈال دیا۔ حاضرین نے فوراً حیران ہو کر کہا کہ اب تو رومال سلامت نہ نکلے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

جملہ مہماناں دراں حیران شدند   انتظارِ دودِ کندوری شدند

یعنی مہمان حیران تھے اور رومال کے جلنے کا دھواں نکلنے کی انتظار میں تھے مگر ہوا کیا؟ کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی خادمہ کو رومال باہر نکالنے کے لئے کہا تو ؎

بعد یک ساعت بر آورد از تنور   پاک و اسپید و ازاں اوساخ دور

یعنی ایک ساعت کے بعد جب وہ رومال نکالا گیا تو میل وکچیل کا نام و نشان تک نہ تھا، بالکل صاف شفاف تھا تو اس پر آگ تو کجا دھوئیں کا اثر بھی ناپید تھا۔ رومال کو کیا، جس کنیز نے بھڑکتی ہوئی آگ میں ہاتھ ڈال کر رومال کو پکڑا اس کے ہاتھ کو بھی آگ نے مس نہ کیا اور اس کا ایک بال بھی بیکا نہ ہو سکا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: فَخَرَجَ اَبْيَضَ كَاَنَّهُ اللَّبَنُ کہ رومال جب نکالا تو دودھ کی طرح سفید تھا، سبحان اللہ العظیم! اب تو حاضرین کے حیرت و استعجاب کی کوئی انتہا

نہ رہی اور سب اس عجیب و غریب واقعہ کو دیکھ کر انگشت بدنداں تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ پھر انتہائے تعجب سے رومال کے نہ جلنے کا سبب دریافت کرتے ہیں تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ هٰذَا مِنْدِيلٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ یعنی یہ وہ رومال ہے جس کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس میں لے کر چہرۂ انور کو صاف کرتے تھے اور مولانا رومی اس جواب کو یوں نظم کرتے ہیں کہ ؎

گفت زانکہ مصطفٰے دست و دہاں   پس بمالید اندریں دستار خواں

یہی وجہ ہے کہ رومال کو آگ ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ پھر آپ نے اپنا دائمی معمول ارشاد فرمایا فَاِذَا اتَّسَخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰكَذَا کہ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو اسی طرح تنور میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں سبحان اللہ تعالیٰ! کیا شان ہے جنابِ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر کی کہ جس چیز سے بھی چھو جاتا ہے یا جس چیز سے بھی اس کی نسبت ہو جاتی ہے وہ چیز بھی آگ سے محفوظ ہو جاتی ہے ؎

ہیں وہ ناداں جو مثل بنتے ہیں   کوئی ان سا نہیں زمانے میں

اب ان ہم مثل بن بن کر شانِ حضور میں گستاخیاں کرنے والوں کو کون سمجھائے کہ جب پیارے مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء سے جمادات بھی قرابت اور نسبت حاصل کر کے آگ سے محفوظ رہ سکتی ہیں اور آگ ان کو نہیں جلا سکتی تو بھلا وہ دل جس میں آپ کا عشق صادق اور محبت حقیقی جلوہ گر ہو گی اسے جہنم کی آگ کیسے جلا سکے گی کیونکہ ؎

حبیبِ خالقِ اکبر سے جس کو پیار نہیں   وہ بزمِ اہلِ محبت میں باوقار نہیں

وہ سر ہے کیا جو رہ شوق میں نثار نہیں   وہ دل ہے کیا جو غمِ عشق سے فگار نہیں

نہیں ہے دید کے قابل وہ چشم ناہنجار   شرابِ عشقِ نبی سے جو پُر خمار نہیں

زباں نہیں ہے وہ ملکہ زیاں کا باعث ہے   جو ذکرِ پاکِ محمد میں نغمہ بار نہیں

(قمر یزدانی)

اللہ عزوجل ہدایتِ کاملہ عطا فرمائے، آمین

بھئی! یہ تو رہی جسمِ اطہر کے تعلق کی بات۔ اب ذرا زبان مبارک کی شانِ پاک کو ملاحظہ فرمائیے کہ اگر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبانِ فیض ترجمان میں سے آگ سرد ہونے کے لئے ارشاد فرمائیں تو وہ سرد ہو جاتی ہے جیسے کہ عمار بن یاسر کے لئے دہکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کہہ دیا کیونکہ آپ مطاعِ کل جو ٹھہرے اور جملہ خلائق آپ کے تابعِ فرمان ہے۔

جب کفار نابکار نے پروانہ شمعِ توحید و رسالت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آتش نمرود کی طرح بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال کر کہا کہ دیکھیں تمہارا خدا اور نبی اب تمہاری کیا امداد کرتے ہیں۔ بھلا یہ سب کچھ کس لئے اور کس جرم کی پاداش میں کیا جا رہا ہے فقط اس لئے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ قائلِ اسلام ہو کر تسلیم رسالت اور اقرارِ توحید کر کے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے دامانِ رحمت میں آچکے ہیں اور یہ کافران مظالم و شدائد اور جبرہ دستیوں کے اثر سے انہیں اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے ؎

یہ ظلم ان کو خدا سے دور کر سکتے نہ تھے ہرگز
نشے صہبائے وحدت کے اتر سکتے نہ تھے ہرگز

حبیبِ پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ باوفا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کفر و باطل کے سنگین ہاتھوں شعلوں کی لپیٹ میں بیٹھے بہار خلد کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں ؎

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

صحابیٔ رسول کو جب اس سہانے اور دلچسپ جرم کی پاداش میں بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینکا گیا تو عاشقِ جانباز کے گرنے کی آواز حریمِ عرش کے در و دیوار سے ٹکرائی کہ عرش کا ذرہ ذرہ لرز گیا تو امتحانِ عشق کا یہ روح فرسا اور زہرہ گداز منظر آسمان والوں نے دیکھا

زمین والوں نے دیکھا، کائنات کا ذرہ ذرہ اس روح سوز نظارے کو دیکھکر دم بخود ہے۔ ملائکہ اس استقلال و شجاعت کو دیکھ کر محوِ حیرت ہیں، حورانِ بہشتی اس استقامت علی الحق کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں بلکہ خود خالقِ کائنات نے بھی ملاحظہ فرمایا۔ حریم نازکی حسین و جمیل فضا اس پتلہ شجاعت اور پیکرِ استقامت پر تحسین و آفرین کے پھول برسا رہی تھی۔ ابھی یہ عشق و محبت کی کڑی آزمائش کا سلسلہ جاری تھا کہ ادھر سے محبوب علام الغیوب سرکارِ ابد قرار شہنشاہِ کون و مکاں، غمگسارِ بیکساں، نصیرِ عاجزاں، حامیٔ درماندگاں، جناب رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثناء بھی تشریف لے آئے اور آپ نے جب اپنے عاشقِ باوفا اور صحابیٔ عزیز کو کفار کے ہاتھوں ان جانگسل مصائب میں مبتلا اور ان انسانی درندوں کا شکار ہوتے دیکھا تو رحمۃ للعالمین کے دریائے رحمت میں جوش آیا اور اس مطاعِ کل نے کفار ناہنجار بدکردار سے اس کے بچاؤ کی اپیل و سفارش نہیں کی۔ بھلا چودہ طبق کی کائنات کا ذرہ ذرہ جس کا مطیع و فرمانبردار ہو وہ ان بیگانۂ انسانیت لوگوں کے سامنے دستِ طلب کیسے دراز کر سکتا ہے بلکہ اس چودہ طبق کی کائنات کے سلطان ذی شان نے آگ سے مخاطب ہو کر فرمایا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ یعنی آپ نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ آج تو میرے خلیل عمار پر بھی ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح کہ تو حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے سرد ہو گئی تھی۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ

سبحان اللہ! سبحان اللہ! آگ کی کیا مجال جو پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے پیارے پیارے اور نازک نازک ہونٹوں سے نکلے ہوئے ارشاد کی تعمیل نہ کرتی، سید ابرار، محبوبِ پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پاتے ہی آگ مانند گلزار ہو گئی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ صحیح و سلامت باہر تشریف لے آئے۔

ے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۳۹

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں   اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

دیکھا! یہ ہیں اختیاراتِ مصطفےٰ اور سلطنتِ حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء۔ کہ اگر آپ بھڑکتی ہوئی آگ کو بھی سرد ہونے کے لیے حکم دے دیں تو کیا مجال کہ آگ اس سے سرتابی بھی کر سکے اور جبرائیل نے بھی طاقتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا سکہ مان لیا اور جان لیا کہ یہی وہ محبوبِ ربِّ قدیر ہے جس کا ساری کائنات کا ذرہ ذرہ فرماں پذیر ہے۔ اور یہی وہ نائبِ پروردگار ہے جسے تخلیقِ کائنات کا سبب ٹھہرایا گیا۔ اور جس کی شانِ محبوبی کا مظاہرہ کرنے کے لیے بزمِ محشر انعقاد پذیر ہونے والی ہے۔ ؎

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا   کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

مالکِ کوثر

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک پتھر پہ مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہو سکتے ہیں تو ذرا ہمارے آقائے رحمت، مالکِ تسنیم و کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس بھی دیکھیئے کہ آپ نے کائنات کو وہ وہ اعجاز دکھائے جن کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام بھی حیران رہ جائیں۔ آپ کی شانِ ارفع کو ملاحظہ فرما کر اور آپ کی دلنوازادائوں پر فریفتہ ہو کر آپ کی اُمتِ مسلمہ میں شمولیت کی خواہش فرمائیں ؎

چوں لبش انگشت نگاہ موسیٰ کرد   شدان انگشتش تمنت کرد

یعنی اگر کلیم اللہ نے عصا مبارک کی ٹھوکر سے بے جان پتھروں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے تو ادھر حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام نے اپنی پیاری اور نازک انگلیوں سے چشمہ کوثر کو بہا دریا بہا دیئے۔ سبحان اللہ۔

جیسے بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ جنگ حدیبیہ میں مجاہدینِ اسلام کے پاس سے پانی ختم ہو گیا اور لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا اس میدان کارزار میں پانی نایاب ہو چکا جب پانی کی بوند کو ترسنے لگیں تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں

حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور! پانی نہیں ہے۔ ہمیں پانی دیجئے۔ تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کی اس امداد طلبی پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا۔ کیا آپ نے صحابہ کی اس گذارش پر اپنی معذوری کا اظہار فرمایا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس مالک و مختار کائنات آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پانی دینے کے لیے کوئی برتن طلب فرمایا۔ تو ان عشاقِ رسول اور سرفروشانِ اسلام نے ایک قلیل پانی والی چھاگل حاضر کر دی۔ پھر اس چھاگل کو لے کر مختارِ کلؐ نے اس میں اپنا دستِ اقدس رکھ دیا۔ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ کہ آپ کی دستِ انور کی مبارک انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا۔ جیسے کہ چشموں میں اُبلتا ہے۔ گویا مالک کوثر و تسنیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی انگشت ہائے مبارک کا کنگش حوضِ کوثر سے کر دیا۔ پیاسے آتے تھے اور سیراب ہو ہو کر جاتے تھے۔ یعنی ؎

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ وا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر وہاں ایک لاکھ نفوس بھی ہوتے تو وہ بھی دریائے رحمت کے اس پانی سے سیراب ہو سکتے تھے۔ مگر ہم اس وقت صرف ڈیڑھ ہزار آدمی اور کچھ ہماری سواری کے جانور تھے۔ یہی نہیں بلکہ ساقیٔ کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور متعدد مواقع پر پانی جاری فرما دیا۔ طوالتِ بیان کے خیال سے ہم جنکی تفصیل کی طرف جانا نہیں چاہتا۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری ؎

موج پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہُوا کرتے ہیں (اعلیحضرت بریلوی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا لگا کر پتھر سے پانی چلایا تو ہمارے رحمۃ اللعالمین کی شان والے آقا نے مقام ذوالمجاز پر (جو عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے) اپنے چچا ابوطالب کی پیاس بجھانے کے لیے ایک پتھر پر اپنے پائے اقدس کی ٹھوکر لگا کر پانی کا چشمہ جاری فرما دیا اور ابوطالب کے سیر ہو جانے کے بعد پھر ایڑی کی ٹھوکر سے پانی کو بند کر دیا۔ چنانچہ حضرت ابوطالب اس اعجازِ عظیم کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہ فَاِذَا اَنَا بِمَاءٍ لَمْ اَرَ مِثْلَهٗ۔ کہ میری آنکھوں نے

ایسا چشمہ اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ سُبْحَانَ اللّٰہ ۔ اللّٰہُ اَکْبَر۔

یہ تو پانی کی بات ہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کی تشنگی کو دور فرمانے کے لیے دودھ کی نہریں بھی جاری فرما سکتے ہیں۔ آئیے لگے ہاتھوں آپ کے اس حیرت انگیز اور ایمان افروز اعجاز کا بیان بھی سنتے جائیے۔ وہ ایسے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مفلوک الحالی کے باعث ایک دفعہ بھوک کی شدت سے میری حالت نہایت نحیف وخستہ ہو گئی۔ کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا اور کبھی کچھ۔ مگر میں اس بات کے باوجود کسی کے آگے دست سوال دراز کرنے میں عار محسوس کرتا تھا۔ ایک روز اس خیال کے پیش نظر سرِ راہ بیٹھ گیا۔ کہ جو بھی میرے پاس سے گزرے گا۔ میں اس سے کوئی بات کروں گا۔ اور وہ میری اس نحیف و نزار حالت اور نقاہت طبع کو محسوس کر کے مجھے کھانے کے لیے کچھ دے گا۔ اس خیال کو دل میں لیے ایک روز راستے پر بیٹھا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گزرے۔ تو ان سے میں نے قرآنی آیات کے بارے میں کچھ مسائل دریافت کیے۔ تو وہ بھی تا کہ میری حالت محسوس کیے بغیر چلے گئے۔ پھر اسی راستے سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی گزر ہوا۔ تو ان سے بھی کچھ ایسی ہی گفتگو ہوئی۔ مگر وہ بھی بات کرنے کے بعد آگے نکل گئے کہ اتنے میں محبوب کائنات آقا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ تو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر کی شان والے خالق کے محبوب خاص علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے چہرے کو دیکھا۔ اور میرے دل کی بات کو سمجھ کر تبسم فرما کر دندان مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹ نکلیں اور ارزانی جلوہ سے یہ حقیقت میرے دل پر روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ

؎ جلوے حریم قدس کے رخسار میں چاند کے ۔۔۔ روشن جہاں تجلی مہر و ما سے ہے
پرتو ہے مہر و ماہ میں ان کے جمال کا ۔۔۔ عالم تمام بقعۂ نور اس ضیاء سے ہے

پھر ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ! میرے ساتھ چلو۔ میں تعمیل ارشاد میں آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا چلتے چلتے ہم دولت کدہ رسالت پر پہنچے۔ جہاں ایک پیالہ دودھ کا بھرا ہوا موجود تھا تو حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ! جاؤ اصحاب صفہ کو بھی بلا لاؤ۔ میں

اپنے دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اصحاب صفہ تو ستر آدمی ہیں۔ ایک میں بھی ہوں اور پھر حضور خود بھی ہیں۔ اتنے افراد میں ایک پیالہ دودھ کیا کسی کی پیاس بجھا سکے گا۔ خیر میں مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کے ارشاد باری تعالیٰ کو دل میں لیے اصحاب صفہ کو بُلا لایا جب سب کے سب خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُودھ کا پیالہ میری طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لو ابوہریرہ! پہلے اپنے ان سب بھائیوں کو پلاؤ۔ میرے دل میں بھی خیال اُبھرا کہ ایک پیالہ اور اتنے آدمی۔ چنانچہ میں نے اطاعتِ رسول کو مقدم خیال کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے سب کو پلانا شروع کر دیا۔ شدت تشنگی کے سبب میں ایک کو پلا کر یہ دیکھتا تھا کہ شاید حضور اب بھی مجھے یہ دودھ پینے کے لیے ارشاد فرماتے ہوں گے مگر محبوبِ علام الغیوب نے ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ۔ ابوہریرہ! تقسیم کرنے والے کی باری آخر پر آیا کرتی ہے۔ سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ۔ حتیٰ کہ میں نے جملہ اصحاب کو پلا دیا۔ مگر ان سب کے سیر ہو جانے کے بعد پیالے کا دودھ ایک قطرہ کم نہ ہوا۔ اور ستر افراد کو دودھ پلاتے کے دوران بھی پیاسے کے پینے کو نہ دیکھ سکا۔ اس کے بعد میں نے وہ پیالہ حضور ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ تو حضور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ ابوہریرہ! اب اس دودھ کو پینے والے ہم دونوں ہی باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ! تو اس مالک کوثر و سلسبیل نے ارشاد فرمایا۔ اچھا بیٹھ جاؤ۔ اور اب تم پہلے پیو۔ مجھے پیاس کا غلبہ شدت اختیار کر چکا تھا۔ میں نے پینا شروع کر دیا۔ جب میں نے کچھ پی لیا۔ تو حضور نے فرمایا اور پیو! تو میں نے اور پیا۔ پھر حضور مجھے پینے کے لیے بار بار فرماتے رہے اور میں پیتا گیا۔ آخر میں نے وہ پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قسم ہے اُس ذات عالی صفات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اب تو میں بالکل سیر ہو چکا ہوں اور پیٹ میں مزید پینے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وہ پیالہ لے کر رب تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد بقیہ دودھ خود نوش فرما لیا۔ نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر۔

نعرۂ رسالت ۔ یا رسول اللہ ۔ واہ سبحان اللہ ۔

ملا ہے میں نے جو چاہا بغیر مانگے ہی ملنفہ بخشی و دستِ سوال کیا کہنا
ہر ذرہ ہے ممنون ان کی بخشش کا نبی پاک، کا جود و نوال کیا کہنا

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْم ۔ کیا کیا اعجاز ہیں کوثر و تسنیم اور سلسبیل کے مالک و مختار کا دریائے فیض و رحمت جب جوش میں آگیا تو پتھر سے چشمہ تو درکنار ایک پیالہ دودھ کو سمندر میں تبدیل کر دیا حالانکہ وہ دودھ ایک آدمی کے لیے بھی کافی نہ تھا ۔ مگر قربان جائیے جناب رحمۃ للعالمین کی شان اعجاز پر کہ ستر بہتر آدمی تو کجا اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو ایک پیالے سے سیراب ہو سکتے تھے ۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اگر ایک پتھر سے پانی جاری کر دیا تو وہ اتنا عجیب نہیں جتنا کہ قلیل الماء چھاگل میں ہاتھ ڈال کر انگلیوں سے چشمے بہانا یا ابو طالب کے لیے پتھر سے پانی جاری فرما کر رفع تشنگی کے بعد پھر بند کر دینا اور پھر ایک پیالہ دودھ سے ستر بہتر آدمیوں کو سیراب کر دینا عجیب ہے ۔ اُن مبارک انگلیوں کی بوقلمونی کا کیا کہنا ۔

ماہ را انگشت او بشگافتہ مہر از فرمانش از پس تافتہ

جامع المعجزات

شق القمر سورۃ قمر کی پہلی آیت میں انگشت ہائے مقدس کے اعجاز عظیم کی طرف اشارہ ہے جس سے سرور کائنات کا روز روشن کی طرح مختار کل ہونا ثابت دکھایا ہے ۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے ۔ جب ریگ زار عرب کا ذرہ ذرہ فدا یانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا پیاسا تھا اور کفر و باطل کی سموم ہوائیں نوزائیدہ نہالِ اسلام کو جھلس کر رکھ دینا چاہتی تھیں ۔ یعنی مکہ معظمہ کا رئیس بصورتِ ابلیس زعم نفس میں مغرور اور تشنہ

باطل میں مخمور حتیٰ الوسع کلمۃ الحق کو دبا دینے اور ہر فدائیِ اسلام کو صفحہ ہستی ہی سے مٹا دینے کے درپے تھا۔ چنانچہ رئیس الکافرین ابوجہل لعین نے بعض سعادت مندوں کو دامانِ توحید ورسالت میں آتے دیکھا تو اشاعت دین حق کو رد کرنے کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ اسی خیال سے اُس نے ایک روز اپنے حبیب نامی دوست (جو یمن کا رئیس تھا) کی طرف خبر بھیجی۔ کہ ہمارے مکہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے۔ لوگ اُس کی تبلیغ سے، اُس کے اوصاف وخصائل پر گرویدہ ہو کر اور اپنے تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ کر اُس کے ایک خدا پر ایمان لا کر اُس کا دین قبول کر تے جا رہے ہیں۔ اور اس میں ہمارے معبودوں کی توہین ہے۔ اس کی یہ پُرزور تبلیغ واشاعت روکے سے بھی نہیں رُکتی۔ اب یہ کام تُو ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے فی الفور مکہ پہنچ اور لوگوں کو قبولِ اسلام سے باز رکھ۔ شاید یہ لوگ تجھ سے مرعوب ہو کر رُک جائیں یہ خبر جب حبیب یمنی کو پہنچی تو وہ فوراً مکہ پہنچ گیا۔ اُسے کیا خبر کہ جس مذہب کی روک تھام کے لیے میں جا رہا ہوں نگاہِ مصطفےٰ کا شکار ہو کر مجھے بھی اسی دینِ اسلام کی قبولیت کی سعادت نصیب ہو گی۔

مکہ پہنچتے ہی ابوجہل کمالِ تواضع سے پیش آیا اور اہلِ مکہ کے قبولِ اسلام اور ہادیٔ کل کی اشاعت دین کے متعلق ساری داستان اُس کے گوش گذار کر دی۔ ابوجہل سے سب کچھ سننے کے بعد حبیب یمنی بولا کہ یار! دراصل بات یہ ہے۔ منصف جب فیصلہ کرتے ہیں تو فریقین کی باتیں سُن کر پھر کسی فیصلے کا اظہار کرتے ہیں۔ سو تیری باتیں تو میں نے سُن لیں اب ذرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھ لوں کہ وہ کیسے ہیں۔ اُن سے گفتگو کے دوران پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ ابوجہل مکار نے جب اپنے یمنی دوست کا یہ جواب سنا تو گھبرا سا گیا، مگر زبان سے کچھ نہ کہہ سکا۔ چنانچہ اپنے خیال کے مطابق حبیب یمنی نے پہلے دربارِ رسالت میں پیغام بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں اور حضور سے ملاقات کا متمنی ہوں۔

حبیب یمنی کا قاصد جب بارگاہ نبوی میں پہنچا تو حبیبِ خالقِ کونین رسول الثقلین صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے پیارے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر حبیب کی اقامت گاہ
پر تشریف لے آئے جہاں کفار ناہنجار کا بے پناہ ہجوم تھا۔ جو اپنے یمنی مہمان کی طاقت
اور رعب پر نازاں تھے۔ ادھر حبیبِ خالقِ یکتا کو اپنے خدائے بے نیاز کی بے نیازی
پر ناز تھا۔ کفار جو پہلے خیال کافرانہ کے مطابق شیخیاں بگھار رہے تھے۔ اشجع العرب کی
تشریف آوری سے دم بخود رہ گئے۔ اور ہجوم باطل پر سناٹا چھا گیا جیسے سانپ سونگھ
گیا ہو۔ آخر کار کفار کی طرف سے کوئی بات نہ ہونے پر حضور نے حبیب یمنی سے بلانے
کا سبب دریافت فرمایا۔ حبیب جو حضور کے جلال وجمال سے مرعوب ہو کر لب کشائی کی
تاب نہ رکھتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے جواب میں اور تو کچھ عرض
نہ کر سکا کہنے لگا۔ سننے میں آیا ہے کہ حضور مدعی نبوت ہیں اور ایک نیا دین لے کر
تشریف لائے ہیں۔ سو انبیاء سے تو مختلف معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔ بتاؤ آپ کے
پاس کونسا معجزہ ہے؟ جامع جمیع کمالات علیہ التحیات والتسلیمات نے ارشاد فرمایا جو تم
چاہو ہم وہی دکھا سکتے ہیں۔ حبیب اس مؤثر اور جامع جواب سے دم بخود ہو گیا۔ مگر کفار مکہ
کی طرف سے طعن وتشنیع کے خیال سے اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے عرض کرنے لگا کہ
میں دو باتوں سے آپ کی صداقت کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ کہ چاند جو اس وقت
پوری تابانی پر ہے اسے دو ٹکڑے کر کے دکھا دو۔ کیونکہ کفار کا خیال تھا کہ جادو کا اثر
اجرام فلکی پر نہیں چل سکتا۔

صاحب اعجاز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حبیب کے اس مطالبے کو بکمال خندہ
پیشانی قبول فرما کر سب کو کوہِ صفا پر چلنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کے
کے مطابق تمام اجتماع تماشائیوں کی طرح کوہ صفا پر پہنچ گیا وہاں پہنچ کر فاشار النبی صلی
اللہ علیہ وسلم بسبابتہ الی القمر۔ جامع الصفات نبی نے اپنی مبارک انگشت شہادت

سے چاند کی طرف اشارہ کیا۔ بھلا وہ محبوب جو باعث تخلیقِ دو عالم ہو یعنی کون و مکان کی ہر چیز ہی جس کی خاطر ظہور پذیر ہو اور مکان و لامکان کا ذرہ ذرہ جس محبوب کی مدحت سرائی میں رطب اللسان ہو اور خالقِ کائنات بھی جسے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کے خطاب دلنواز سے مشرف و سرفراز فرمایا ہو بھلا اس پیکرِ جمیل کی ادائے ناز پر چاند کیونکر قربان نہ ہوتا۔

صاحبِ لولاک، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اقدس کی اولین جھلک ہی ماہتاب عالمتاب، کے جگر کو چیر کر رکھ گئی۔ یہاں تک کہ دونوں ٹکڑوں کے درمیان کا فاصلہ معلوم ہوتا تھا۔ پھر منبع کل کے دوسرے اشارے سے دونوں ٹکڑے باہم مل گئے اور چاند مکمل ہو گیا۔

پھر بھی ابوجہل لعین شق القمر کا یہ عظیم معجزہ دیکھ کر کہنے لگا۔ اِنَّ مُحَمَّدًا سَاحِرٌ عَلِیْمٌ۔ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑا جادوگر ہے۔ آج تو اس نے جادوگری کی انتہا کر دی (معاذ اللہ) سورۃ قمر پ۲۷ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

پنجۂ او پنجۂ حق می شود ؎ ماہ از انگشتِ او شق می شود

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے حبیب یمنی سے فرمایا۔ اب بتاؤ دوسری بات کیا چاہتے ہو۔ حبیب جو شق القمر کے اس دل کشا منظر سے متاثر ہو کر اپنے دل ہی دل میں آپ کی رسالت کی صداقت کو تسلیم کر رہا تھا۔ گویا اس کا دل اس ادائے پر گرویدہ تھا۔ حضور کے ارشاد کے جواب میں کہنے لگا۔ حضور دوسری بات آپ خود ہی بتائیں کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ تو محبوب علام الغیوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ لے سن! یمن میں تیرے گھر تیری ایک لڑکی ہے جو اعضائے خمسہ ہاتھ، کان، پاؤں، آنکھ وغیرہ سے کوئی بھی نہیں رکھتی یعنی بالکل بے دست و پا ہے۔ تو اس کی زندگی کو اپنے آپ پر ایک بوجھ محسوس کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو اس مرض سے شفا ہو جائے۔ شافئی مطلق کے حبیب نے نہایت میلے تیاری سے اپنی رحمۃ للعالمینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا لے اب اُسے شفا بھی بخش دی گئی ہے۔ جا کے اپنے گھر میں اس کی تصدیق بھی کر لے۔ اللہ اکبر

خالقِ یکتا کے بے مثل محبوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زبانِ فیض ترجمان سے اس ارشادِ حق بنیاد کو سُن کر حبیب یمنی بے اختیار ہو گیا اور کہنے لگا۔ صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ علیہ وسلّم یعنی آپ ؐ کی کفر آشنا جبین آستانِ رسالت پر سجدہ ریز ہو گئی اور اس نے بحرِ عشق و محبّت کی عمیق گہرائیوں میں غوطہ لگا کر نوائے عاشقانہ بلند کی اور پکارا کہ اے ابوجہل سُن لے اے کافرو! میری بات پر کان دھرو اور اے مکّہ پاک کی ارضِ مقدس کے ذرّو! گواہ رہو میں آج ایمان و ایقان کے ساتھ بصدقِ دل توحید و رسالت کا اقرار کرتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ خوش جان لو کہ میں آج سے حضور سیّدِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی طرف سے یمن میں اسلام کا سچا مبلغ ہوا ہوں۔

اس اعلان و اقرار کے بعد حبیب یمنی جب یُمن و سعادت سے سرفراز ہو کر متاعِ ایمان کو اپنے دامنِ ارادت میں لیے نہایت فرحاں و خنداں اپنے گھر پہنچا تو رات کا وقت تھا اور مکان کا دروازہ بند پا کر دستک دی۔ اس آواز کو سُن کر وہی اپاہج لڑکی جو اب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ نگاہ سے شفا یاب ہو چکی تھی۔ وفورِ شوق سے کلمہ طیّبہ کا ورد کرتی ہوئی دروازہ کھولنے کے لیے آگے بڑھتی ہے۔ ادھر حبیب اپنی لڑکی کے لبوں پر اُس وردِ پاک اور اُس کے چلنے پھرنے کی آواز سُن کر حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ لڑکی نے جوں ہی دروازہ کھولا۔ تو اپنے باپ کو ورطۂ حیرت میں مستغرق دیکھ کر وجہ تشویش دریافت کرتی ہے تو حبیب نے کہا بیٹی میں حیران تو اس لیے ہوں کہ تجھے یہ کلمہ کس نے سکھا دیا ہے اور تو تو بے دست و پا ہونے کے باعث چلنے پھرنے سے بھی معذور تھی۔ تجھے یہ شفا کس نے بخشی؟ تو لڑکی نے وفورِ مسرت سے جواب دیا۔ ابا جان! ایک رات کا واقعہ ہے میں اپنے بستر پر پڑی سو تی تھی کہ ۔۔۔

تھوڑی رات گئی اِک آیا کالیا زلفاں والا اُکو نظر کرم دی کر کے کر گیا اُجیالا

یعنی ابھی تھوڑی سی رات گئی ہوگی کہ ایک مہ پیکر سیاہ کاکل مشکیں گیسوئے عنبریں کو مقدس شانوں پر بکھیرے عالم خواب میں تشریف لائے اور مجھے خواب استراحت سے بیدار کر کے فرمانے لگے۔

بیٹی! ہم نے تیرے باپ کو مکہ معظمہ میں کلمہ حق پڑھا کر دامن رحمت میں لے لیا ہے تو تو یہاں مسلمان ہو جا اور پڑھ۔ لا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ۔ تو جب میں عالم خواب سے ہوش میں آئی تو یہ کلمہ میری زبان پر جاری تھا اور میں بالکل شفایاب تھی گویا ؎

آئے جمالِ ناز دکھا کر چلے گئے — بیگانہ حواس بنا کر چلے گئے

آئے وہ اور کلمہ پڑھا کر چلے گئے — سوئے ہوئے نصیب جگا کر چلے گئے

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔ کائنات کا ذرہ ذرہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگیں ہے اور تحت الثریٰ کی گہرائیوں سے لامکان کی پہنائیوں تک کوئی چیز ایسی نہیں جو نگاہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے پوشیدہ ہو۔ یعنی ہر شئے پر آپ کو اختیار و تصرف حاصل ہے۔ گویا ہمارے نبی مکرم شفیع معظم محبوب علام الغیوب صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالات اور عالم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن بھی ہیں جیسا کہ بروایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ (طبرانی۔ مواہب مدنیہ)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کے تمام حجابات اٹھا دیئے ہیں۔ تو میں دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ بایں ہمہ اوصاف آپ محتاجوں اور بےکسوں کے فریادرس اور غم نصیبوں کے لیے منبع فیوض و برکات ہیں۔

ردّالشّمس

ماہتاب کے ٹکڑے ہوتے ہیں سورج بھی الٹا پھرتا ہے
جس وقت اس کملی والے کی انگلی کے اشارے ہوتے ہیں

بروایت کتب حضرت یوشع علیہ السلام کی دعا سے دو گھڑی کے لیے دن بڑھ گیا۔ جب وہ جمعہ کے روز کفار سے مصروفِ جنگ تھے۔ چونکہ ہفتہ کا دن بنی اسرائیل کی شریعت میں عبادت کے لیے مخصوص تھا۔ اس خیال سے کہ اگر جمعہ کو فتح حاصل نہ ہوئی تو ہفتہ کے روز عبادت نہ ہو سکے گی۔ اس لیے حضرت یوشع علیہ السلام نے دن میں اضافہ کے لیے بارگاہِ خداوند تعالیٰ میں دعا فرمائی کہ الٰہی دو گھڑی دن اور زیادہ بڑھا دے۔ آپ کی اس دعا سے سورج ذرا ٹھہر گیا اور اسی روز ہی فتح ہو گئی۔

لیکن ادھر ہمارے صاحب لولاک نبی مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کے اعجاز و اعزاز کو بھی دیکھئے کہ جن کے ارادے سے گردشِ زمانہ ہی رک سکتی ہے جن کی رضا مشیّتِ ایزدی نظامِ فطرت میں تخفیف و تفریق کا باعث بن سکتی ہے۔ دن کا بڑھنا تو کیا آپ کے حکم سے کئی بار سورج کو ٹھہرنا پڑا۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے تو ڈوبا ہوا سورج بھی واپس آجاتا ہے۔ جو دن کے بڑھنے اور سورج کے ٹھہرنے سے بدرجہا بہتر و افضل ہے۔

چنانچہ محرم ۷ھ کی بات ہے جب لشکرِ اسلام کے سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوۂ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا میں آکر ٹھہرا تو عصر کا وقت تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کسی ضروری کام کے سلسلے میں کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جملہ مجاہدین اسلام کے ساتھ نمازِ عصر ادا فرما چکے تھے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم واپس تشریف لائے تو شبانہ روز صعوبتِ سفر اور مسلسل تکان کے باعث استراحت کے لیے جنابِ رسالتمآب آغوشِ بوتراب میں اپنا سرِ اقدس رکھ کر استراحت

فرما ہو گئے۔ گویا زانوئے مولائے کائنات آج تکیہ سرِ سرورِ کائنات بنے ہوئے ہیں۔ جناب
بوتراب رضی اللہ عنہ نے تاحال نمازِ عصر ادا نہیں کی تھی۔ ادھر وقتِ نماز قریب الاختتام ہے
آنکھوں سے سورج کا غروب ہونا بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ دل میں یہ خیال ہے کہ یہ نماز وہ
ہے جس کی حفاظت کے لیے خالقِ حقیقی نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوٰتِ
وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی جس سے مراد بقول اکثر
مفسرین صلوٰۃ عصر اور بقول بعض صلوٰۃ فجر ہے۔ یاد رہے کہ یہ دو اوقاتِ نماز مشغولیت
کے ہیں۔ فجر تو رات کی نیند کے باعث اور عصر دن کے کاروبار میں مشغولیت کی وجہ
سے ان کے قضا ہو جانے کا احتمال ہے۔ اس لیے ان نمازوں کی بروقت ادائیگی کی سخت
تاکید فرمائی ہے۔

نرغۂ کفار کے باعث یومِ خندق میں جس کے فوت ہو جانے کی وجہ سے حضور نے کفار
ناہنجار کے حق میں بددعا فرمائی تھی کہ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَأَ
اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا۔ سو اگر میں اس خیال کے پیشِ نظر نماز کی ادائیگی کے
لیے سرِ اقدس کے نیچے سے زانو کو سرکا دوں تو سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی خوابِ استراحت
میں فرق آتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مجھ سے حضور کی اطاعت میں فرق آجائے تو خدا مجھ سے
ناراض ہی نہ ہو جائے۔ کیونکہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کہ رسول کی اطاعت خدا کی
اطاعت ہے۔ آخر انہیں خیالات میں اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر نمازِ عصر قضا ہوتی ہے تو ہونے دو کہیں
میرے اس فریضۂ حق کی ادائیگی پر ہادیٔ برحق مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کی استراحت میں
خلل واقع نہ ہو جائے اور میری یہ حرکت کہیں ناراضگیٔ خدا و رسول کا باعث نہ بن جائے
اگر ادھر نمازِ عصر کا وقت ہے تو ادھر نمازِ عشق کا مقام ہے۔ آخر رمز آشنائے عشق و وفا
دلِ مرتضیٰ نے یہ فیصلہ کیا۔ ؎

نمازِ عصر گر میری قضا ہوئی ہے ہونے دو — رسولِ دوجہاں سوتے ہیں جب تک ان کو سونے دو

نمازِ عصر چھوڑوں گا نمازِ عشق کیوں چھوڑوں وفا کی رسم کا سلسلہ توڑوں تو کیوں توڑوں

دیکھتے دیکھتے آفتاب غروب ہو گیا اور ادا شناس نبوّت پروانۂ شمع رسالت شیر بیشۂ

خلافت حضرت علی المرتضیٰ سلام اللہ الی یوم الجزاء نے حضور گرامی سیدالانبیاء و احمد

مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مبارک نیند پر اپنی نماز کو قربان کر دیا ؎

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

عشق و وفا کا یہ ایمان افروز منظر اور اطاعت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا یہ حسین و

جمیل نمونہ ساکنانِ فرش نے دیکھا۔ حاملانِ عرش نے بھی دیکھا کائنات کے ذرّے ذرّے

نے دیکھا۔ بلکہ خود خالقِ کائنات نے بھی اطاعتِ رسول

اور محبتِ محبوب کا دلکش نظارہ اپنی چشمِ قدرت سے ملاحظہ کیا اور ادھر محبوبِ کائنات

علیہ التحیۃ والثناء خوابِ استراحت سے بیدار ہوئے تو جناب مرتضیٰ نے بحضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے نماز کے قضا ہو جانے کا اظہار فرمایا۔ تو آگاہ حال ہو کر رحمۃ للعالمین کی

رحمت و رافت جوش زن ہوئی اور خالق کون و مکان پروردگار عالم کے حضور میں

دُعا مانگی۔ الٰہی! از سر نو عصر کا ہنگام پیدا کر

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَکَ عَلِیًّا اِحْتَبَسَ نَفْسَہٗ عَلٰی نَبِیِّکَ فَرُدَّ عَلَیْہِ الشَّمْسَ۔

کہ الٰہی علی تیرے نبی کی خدمت میں تھے اس لیے ان کی خاطر سورج کو واپس لوٹا دے۔

سیدِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے لب ہائے نازنین اور نازک ہونٹوں سے دُعا کی منظر کشی

طبع شاعر نے یوں فرمائی ہے کہ ؎

اجابت کا سہرا، عنایت کا جوڑا دُلہن بن کے نکلی دعائے محمد

تو پھر کیا تھا ؎

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

مطاع کل محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک سے نکلی ہوئی یہ دعائیہ

صدائے دلنواز حریم عرش سے جا ٹکرائی ۔ گردشِ دوراں میں سکون آیا ۔ مکان و لامکاں کی فضائے لبسط پر سکوت طاری ہوا ۔ خالقِ کائنات مجیب الدعوات کی شانِ اجابت قبولیت کو جلال آیا اور سورج کو واپس لوٹنے کا حکم فرمایا ۔ یعنی سے

دعا ٹکرائی بابِ عرش سے محبوبِ باری کی ۔ اُجالے سے مبدل ہوگئی فوراً ہی تاریکی

نکالی دھوپ بھی اپنے کرم سے ربِ اکبر نے ۔ وضو کر کے ادا کی پھر نمازِ عصر حیدر نے

چنانچہ غروب شدہ آفتاب واپس لوٹ آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وضو کر کے کمال شانِ عبدیت کے ساتھ فریضۂ خداوندی کی ادائیگی کے لیے بارگاہ خداوند تعالیٰ میں دست بستہ حاضر ہو گئے ۔ شیرِ خدا جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز ادا ہوگئی تو سورج غروب ہوگیا ۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے غلامانِ مصطفےٰ کی جنہوں نے اطاعتِ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خوشنودیٔ حق کی خاطر اپنی محبوب سے محبوب چیز بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا ۔

قربان جاؤں! افضل کائنات جامع جمیع کمالات علیہ التحیات والتسلیمات کی شانِ عظمت پر جن کی رضا میں منشائے خداوندی ہے ۔ جن کی مرضی کو پا کر گردشِ زمانہ بھی رُک جاتی ہے رجعتِ خورشید اور شق القمر جن کی ادائے ناز کا مظہرِ اتم ہے اور اس مالک مختار آقا کو مکان و لامکان کے ذرّہ ذرّہ پر تصرّف و اختیار حاصل ہے سے

وہ شاہد وہ مبشّر وہ نذیر و آمر و ناہی ۔ خدا کے حکم سے حاکم، مطاعِ ماہ تا ماہی

اسے شمس الضحیٰ لکھیے اسے بدر الدجیٰ کہیے ۔ ظہور و نور کو اس کے تبسّم کی ضیا کہیے

(حفیظ جالندھری)

احیائے اموات

اگر دمِ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام میں یہ اعجاز ہے کہ وہ اپنے پھونک سے پرندوں

زندہ کر سکتے ہیں تو وہ ہستی اکمل جس کی طفیل جملہ انبیائے کرام کو معجزات ودیعت
ئے ہیں۔ اس کی شان عظیم یہ ہے کہ وہ جامع المعجزات اندھی آنکھوں کو بینائی عطا کر کے
ن شدہ چراغ بصیرت کو روشن کر سکتے ہیں جیسا کہ دوران سفر[۵] ایک صحابی حضرت حبیب
دیک رضی اللہ عنہ کا پاؤں ایک زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑ گیا۔ جس کے ٹوٹنے
ے زہر کا اثر صحابی کے جسم میں سرایت کر گیا۔ جس سے آنکھیں سفید ہو گئیں اور بینائی بالکل
باقی رہی۔ حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کے والد محترم انہیں طبیب مطلق کے حبیب کی
دمت میں لے آئے۔ حکیم حقیقی کے محبوب نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ جس
نے یہ اعجاز دیکھا کہ ان کی بینائی لوٹ آئی اور نظر اتنی تیز ہو گئی کہ حضرت حبیب بن فدیک
سوئی میں دھاگہ ڈال سکتے تھے۔ سبحان اللہ العظیم۔ ایک یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا
کا حیات بخش اور نظر افروز تھوک مبارک تھا اور ایک ہم ایسے گنہگاروں کا تھوک ہے جسے
طباء اور حکماء بیماریوں کے جراثیم سے پُر سمجھتے ہیں اور پرہیز کی تاکید کرتے ہیں۔ یہاں مجھے
قارئین کی توجہ روزنامہ کوہستان کی اشاعت ۵ ستمبر ۱۹۶۴ء میں شائع شدہ اس خبر کی طرف
بھی دلانا ہے۔ شیخوپورہ کی تحصیل فیروز والا کے موضع بھٹریٹہ میں سرکار مدینہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی مقدس خاک آنکھوں سے لگانے سے ایک خاتون کی بینائی لوٹ
آئی اور اس کی نظر ایک عام آدمی سے زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ امسال موضع
لکھوڈیر (لاہور) کے ایک شخص حاجی الہ دین اور ان کی اہلیہ محترمہ بی بی بیت اللہ تشریف
لے گئے اور حج سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی خاک مقدس اپنے ساتھ
لے آئے۔ یہ مقدس خاک تحصیل فیروز والا کے موضع بھٹریٹہ کے مشہور عالم مولانا محمد علی کی بھانجی
رضیہ بیگم کو بھی دی گئی۔ دو سال قبل اچانک ان کی آنکھیں بند ہو جانے سے بینائی ختم ہو گئی تھی۔
رضیہ بیگم نے یہ خاک پاک ۲۴ اگست کو لگانی شروع کی اور پانچ روز بعد اس کی بینائی لوٹ
آئی۔ حضور کے روضہ اقدس کی خاک آنکھوں پر لگانے سے انھیں نہ صرف دوبارہ بصارت

۵ دلائل النبوۃ للابی نعیم ص ۱۶۸

حاصل ہو گئی ہے بلکہ بینائی غیر معمولی طور پر تیز بھی ہو گئی ہے اور آنکھیں عام آدمی سے زیادہ روشن ہو گئی ہیں۔ سبحان اللہ! شافیٔ مطلق کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی خاک پاک بھی دافع البلا و ضامن شفا اور مخزن نور و ضیا ہے۔

وہ منبع الحیات، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی جنبش لب حیات انسانی کو بجا آئینہ خانہ اور دیگر حیوانات و نباتات کے علاوہ جمادات کو بھی زندگی بخش کر سلام و کلام کے قابل بنا دیتی ہے۔ جن کے دست مبارک کے معجزات اعجاز عیسوی سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جنگ احزاب کے موقع پر حضرت جابر کی دعوت پر حضور مع صحابہ کے تشریف لے گئے جو انہوں نے اپنی بکری ذبح کر کے تیار کی تھی کھانا کم اور کھانے والے زیادہ تھے۔ سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے آدمی باری باری آ کر کھانا کھاتے جاؤ۔ مگر دیکھنا کہ کوئی شخص گوشت کی ہڈی توڑے اور نہ پھینکے۔ ایک جگہ پر جمع کرتے جائیں۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز کریمانہ سے جب تمام سیر ہو گئے تو آپ نے ہڈیوں کو یکجا کر کے ان پر اپنا دست حیات بخش رکھ کر کچھ پڑھا تو ہڈیوں پر دوبارہ گوشت پوست پیدا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ بکری زندہ ہو کر اپنے کان پھڑپھڑاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور حضرت جابر سے فرمایا کہ اے جابر! یہ اپنی بکری لے لو۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سراپا تشکر ہو کر بے اختیار یوں عرض گزار ہوئے کہ

لب زلال چشمۂ کن میں گندھے وقت خمیر

مردے زندہ کرنا اے جاں! تم کو کیا دشوار ہے

چاند شق ہو، پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں

بارک اللہ، مرجع عالم یہی سرکار ہے

یہ تو رہی حضور کے احیائے موتیٰ کی بات، مگر میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ جس خوش نصیب کا دل ہی عشق رسول کا گہوارہ بن جائے۔ جس کو بھی اس جامع الصفات نبی

وجد الفتوح

ہ دلائل النبوۃ ص ۲۲۴

روحانی تعلق ہو جائے اس سے بھی ایسے عجائبات کا ظہور ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ دلائل النبوت میں ہے کہ حضرت بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بیمار انصاری کی مزاج پرسی کے لیے گئے ہوئے تھے کہ ہمارے بیٹھے ہی بیٹھے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس انصاری کی والدہ ضعیف العمر تھیں۔ یہ صدمہ دیکھ کر انھوں نے خداوند حیّ وقیوم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کی۔

الٰہی! تو جانتا ہے کہ میں نے تیری خاطر ہی اسلام قبول کیا اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کی۔ اس امید پر کہ تو ہر حال میں مجھے اپنے رحمت میں رکھے گا۔ اس لیے اب مجھے ایسی مصیبت میں مبتلا نہ کر اور آزمائش میں نہ ڈال۔

اس ضعیفہ نے یہ کہہ کر لڑکے کے چہرے سے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو وہ زندہ ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے اُس کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

اللہ اللہ! یہ اعجاز ہیں غلامان مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے بھی جن پر اس نبی رحمت کی نگاہ خاص ہو جائے وہ بھی ایسے ایسے عجائبات وکرامات دکھا سکتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر عقل عالم دنگ رہ جاتی ہے جیسے کہ حضرت غوث الاعظم اور دیگر اولیائے کاملین رضی اللہ عنہم سے بھی ظہور پذیر ہوئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رسولِ اکرم حبیبِ حق نے تمام باطل مٹا کے چھوڑا
دلوں سے نقشِ دوئی مٹا کر بشر کو حق سے ملا کے چھوڑا
اگر کسی نے طلب کیا کچھ رسول اکرم کے واسطے سے
خدا نے جود وسخا، عطا کا، کرم کا دریا بہا کے چھوڑا

ان تمام معجزات وکمالات اور واردات وعجائبات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد

علیہ التحیات واکمل التسلیمات

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہم سب کو سچا اور مخلص مسلمان بنا کر عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبتِ اسلام کی دولت سے نوازے اور ان کی اتباع و اطاعت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

خادم العلمائے ربانی

قمر یزدانی پنوانہ

ضلع سیالکوٹ

(یکم ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

(بقیہ ۴۳)

ہر کہ محبِ من بود در بہشت خدا او دمنہ پروردگار دو عالم عزوجل نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ میرے مریدوں، میرے طریقہ پر چلنے والوں اور جو بھی میرے ساتھ محبت کرنے والا ہوگا سب کو بہشت میں داخل فرمائے گا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص میرے نام کے ساتھ عقیدت رکھتا ہو اور اپنی نسبت میری طرف کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے گا۔ اور وہ میرے اصحاب اور مریدوں میں سے ہے۔ (اخبار الاخیار)

مریدوں کی حفاظت

قلائد الجواہر میں ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے رب کی عزت و جلال کی قسم میرا ہاتھ مریدوں پر ایسے ہے جیسے کہ آسمان زمین پر۔ نیز فرمایا ان لم یکن مریدی جیداً فانا جید۔ اگر میرا مرید کامل نہیں ہے میں تو کامل ہوں۔ شیخ عمر بزاز فرماتے ہیں پیر دستگیر نے فرمایا کہ میں تاقیامت اپنے مریدوں کا دستگیر (مددگار) رہوں گا۔

کیا غم میری مدد پہ اگر غوث پاک ہیں — اللہ بھی ادھر ہے جدھر غوث پاک ہیں
حامی میرے شفیق میرے وادرس میرے — ہیں اس طرف رسول ادھر غوث پاک ہیں

غوث اعظم

ازقلم: صاحبزادہ محمد محب اللہ صاحب متعلم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

غوث اعظم دلیل راہ یقین ✲ بہ یقین رہبر اکابر دیں
اوست در جملہ اولیاء ممتاز ✲ چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

سلطان الاولیاء برہان الاتقیاء شیر بیشہ معرفت گوہر بحر حقیقت قطب البر والبحر سلطان الدہر قطب العرش والکرسی مقرب بارگاہ ربی غوث الثقلین لاریب دانائے اسرار غیب معدن فیوضات وسخاء قرۃ العینین حضرت محمد مصطفیٰ و مرتضیٰ قطب ربانی غوث صمدانی محی الدین عبد القادر جیلانی محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ صحیح النسب سید تھے۔ باپ کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی تھے۔ مولانا جامی فرماتے ہیں۔ ؎

آں شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است — در اصل صحیح النسب از طرفین است
از سوئے پدر تا بحسن سلسلۂ اوست — در جانب مادر بہ دُرِ دریائے حسین است

آپ ۴۷۱ھ میں گیلان میں پیدا ہوئے۔ بدن مبارک نحیف سینہ کشادہ اور گندم گوں رنگ تھا۔ نہایت خوبصورت اور تیز فہم تھے۔ آپ کی آواز بلند تھی۔

پیر دستگیر جامعیت علوم اور تقویٰ و ورع میں یکتائے زمانہ تھے۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں پچیس سال تک عراق کے جنگلات اور ویرانوں میں پھرتا رہا۔ چالیس سال فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتا رہا اور پندرہ سال عشاء کی نماز پڑھ کر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر فجر تک قرآن مجید ختم کرتا رہا ہوں۔ آپ استقامت کے عظیم پہاڑ تھے۔ ہمیشہ نفس کی مخالفت اور سرکوبی فرماتے رہے۔ ایک دن سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ نفس نے کہا کیا ہی اچھا ہو کہ کچھ وقت تک سو کر آرام کرے جس جگہ انہیں یہ خیال آیا وہیں رک گئے اور

ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا اور اسی حالت میں ختم کر دیا۔ آپ کے القاب بہت زیادہ ہیں جن میں سے مشہور خلائق محی الدین ہے۔

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت نے اپنے لقب محی الدین ہونے کی وضاحت یوں بیان فرمائی کہ ۵۱۱ھ میں جب میں جمعہ کے روز برہنہ پاؤں بغداد کی طرف آ رہا تھا تو ایک بیمار کے پاس سے گزرا۔ جس کا جسم دبلا اور رنگ زرد تھا اس نے مجھے کہا السلام علیک یا عبد القادر۔ میں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا میرے نزدیک آئیے میں اس کے نزدیک گیا اس نے کہا مجھے بٹھا دو میں نے بٹھلا دیا۔ تو اس کا جسم تازہ ہو گیا رنگ صاف اور صورت اچھی ہو گئی میں نے اس سے تعجب کیا تو اس نے کہا کیا تو مجھے پہچانتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں تیرے جد امجد کا دین ہوں۔ اور کمزور پڑ گیا تھا جس طرح کہ آپ نے دیکھا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے سبب زندہ کر دیا "انت محی الدین" تو دین کو زندہ کرنے والا ہے۔ جب میں جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے میرے آگے نعلین رکھ دی۔ اور کہا یا شیخ محی الدین جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ہر طرف سے لوگ ہجوم در ہجوم میری طرف آنے لگے۔ یا محی الدین کہتے ہوئے میرے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے مجھے کبھی اس لقب سے نہیں پکارتے تھے۔ اسی دن سے میرا لقب محی الدین مشہور ہو گیا۔

~

کرد او مسیح بردہ رداں وادی قوبہ دین محمد جاں۔ ہمہ عالم محی الدین گویاں از حسن و جمالت گشتہ

خلیفہ رسول اللہ

آپ اپنے وعظ میں فرمایا کرتے تھے کہ اے اہل آسمان و زمین آؤ اور میرا وعظ سنو۔ اور مجھ سے سیکھو کیونکہ "انا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووارثہ فی الارض" یعنی سرور دو جہاں رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں نائب و وارث ہوں (اسیر الانقلاب ابجد الا...)

۵ قطب اقطاب زمان وشہباز لامکاں - مہربان بیکساں نائب شفیع المذنبین
۵ غوث اعظم خاص محبوب خدا نائب و وارث حبیب کبریا!
آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا جن کو حیطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ چند کرامات تبرکا پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

خشک درخت سرسبز ہو گئے

شیخ ابو المظفر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شیخ بیمار ہو گئے اور حضرت غوث پاک ان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ اس جگہ پر کھجور کے دو خشک درخت تھے۔ چار سال سے پھل نہیں دیتے تھے۔ حضور غوث پاک نے ایک درخت کے نیچے وضو کیا۔ اور دوسرے درخت کے نیچے دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔ اسی ہفتہ دونوں درخت سبز اور بار آور ہو گئے۔ (سیر الاقطاب)

مرغی زندہ ہو گئی ہے

ایک عورت حضور کی خدمت میں لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے اس لڑکے کا تعلق آپ سے بہت زیادہ دیکھا ہے۔ اور اپنا حق اسے اللہ کیلئے معاف کرتی ہوں۔ آپ نے اسے قبول فرمایا۔ آپ نے اسے عبادت کرنے اور سلف صالحین کے طریق پر چلنے کا حکم دیا۔ ایک روز اس کی والدہ اسے محبت مادری کی وجہ سے ملنے کیلئے آئی گیا دیکھتی ہے کہ فاقہ کشی اور بیداری کے بسبب لاغر اور کمزور ہے۔ پہلے والا رنگ و حسن غائب ہے۔ اور جو کی روٹی کھا رہا ہے۔ پھر وہ عورت حضور غوث اعظم کے پاس آئی۔ اور دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں پڑی ہیں۔ جس کو آپ نے اس کے آنے سے قبل تناول فرمایا تھا۔ اس عورت نے عرض کی کہ آپ تو مرغی کھاتے ہیں۔ اور میرا بیٹا جو کی روٹی۔ آپ نے ان ہڈیوں پر اپنا دست اقدس رکھا اور فرمایا "قومی باذن اللہ الذی یحیی وھی رمیم"

اس اللہ کے نام سے کھڑی ہو جا جو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ وہ مرغی زندہ ہو گئی۔
اور بزبان فصیح بولی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ عبد القادر ولی اللہ۔
آپ نے فرمایا جب تیرا لڑکا اس درجہ پر فائز ہو گا تو جو چاہے گا کھائے گا۔ (قلائد الجواہر)

شمس و قمر سلام کرتے ہیں

شیخ ابو السعود سے منقول ہے کہ حضرت محبوب سبحانی نے فرمایا کہ سورج اور چاند اس وقت تک نہیں نکلتے جب تک کہ مجھے سلام نہ کہیں۔ مہینے اور ہفتے اور دن بھی مجھے سلام کرتے ہیں۔ اور اپنے اندر رونما ہونے والے واقعات خیر و شر کی خبر دیتے ہیں

حضرت کے فرزند ارجمند قدوۃ العارفین شیخ سیف الدین عبد الوہاب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہر ہلال چڑھنے سے پہلے میرے والد کے پاس آتا۔ اور اگر اس کے واقعات اچھے ہوتے تو اچھی شکل میں اور اگر برے ہوتے تو بری شکل میں آتا۔ چنانچہ جمعہ کے روز ۵۶۰ھ جمادی الاخری کے آخری دن جب کہ بہت سے مشائخ آپ کی خدمت میں حاضر تھے "ایک خوبصورت نوجوان آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ رجب ہوں اور آپ کو مبارک دینے آیا ہوں اس مہینہ میں خیر و عافیت رہے گی۔ یوں ہی رجب کے آخری روز اتوار کو ایک نہایت ہی بدصورت اور قبیح چہرے والا شخص آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں شہر شعبان ہوں اور آپ کو خبر دینے آیا ہوں کہ اس ماہ بغداد میں بہت سے لوگ وفات پائیں گے۔ سرزمین حجاز میں نرخ بہت گراں رہے گا۔ اور خراسان میں جنگ و فساد ہو گا۔ چنانچہ ایسے ہی واقعات رونما ہوئے۔ (سیر الاقطاب)

غوث اعظم کے مرید جنتی ہیں

مشائخ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پروردگار من عزوجل با من وعدہ کردہ است کہ اصحاب مرا و تابعان طریق مرا

(بقیہ صـ ۲۸ پر)

منظور الکتابت ۳۸ اردو بازار لاہور